قراءت اور روایت میں بنیادی فرق اور غامدی صاحب کا سطحی علم

کاوش محمد مدثر علی راؤ

علم قراءات کی ابتدائی اور بنیادی اصطلاحات میں۔

قراءت سبعہ یعنی سات قراءتیں جو کہ سات قاریوں کی طرف منسوب ہیں، پہلے ان حضرات کے نام ملاحظہ فرمائیں۔

1: ابن عامر شامی (تابعی) وفات 118ھ

2: ابن کثیر مکی (تابعی) وفات 120ھ

3: عاصم کوفی (تابعی) وفات 127ھ

4: ابوعمرو بصری (تابعی) وفات 154ھ

5: حمزۃ زیات کوفی (تبع تابعی) وفات 156ھ

6: نافع مدنی (تبع تابعی) وفات 167ھ

7: کسائی کوفی (تبع تابعی) وفات 189ھ

نوٹ: ذیل میں اس حوالے سے چاٹ بھی دیا گیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

نام	استاذ	شاگرد
ابن عامر (تابعی) وفات 118ھ	ابو شہاب مخزومی ؓ صحابی	1۔هشام 2۔ابن ذكوان
ابن کثیر (تابعی) وفات 120ھ	1 - عبداللہ بن سائب ؓ صحابی 2 - مجاہد بن جبر از عبداللہ ابن عباس ؓ صحابی	1۔بزي 2۔قنبل
عاصم (تابعی) وفات 127ھ	ابو عبدالرحمن سلمی تابعی از حضرت عثمان اور حضرت علی ؓ صحابی	1۔حفص 2۔شعبه
ابو عمرو بصری (تابعی) وفات 154ھ	1 -شیبہ نصاح ؓ صحابی 2 - مجاہد بن جبر از عبداللہ ابن عباس ؓ صحابی	1۔دوري 2۔سوسی
حمزة زیات (تبع تابعی) وفات 156ھ	ابن ابی لیلیٰ تابعی	1۔هشام 2۔خلاد
نافع (تبع تابعی) وفات 167ھ	ابو جعفر مدنی از بن عباس ؓ اور ابو ہریرہ ؓ صحابی	1۔ورش 2۔قالون
کسائی (تبع تابعی) وفات 189ھ	1 - حمزة الزیات 2 - ابن ابی لیلیٰ تابعی	1۔ابو الحارث 2۔دوری

ان سات قاری حضرات کے آگے بہت سے شاگرد ہیں لیکن ان میں سے ان کے دو دو شاگرد بہت مشہور ہیں جنہیں ان کے راوی کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اوپر بیان کردہ قاری حضرات جو کچھ نقل کریں گے اسے قراءت کہا جائے گا اور آگے ان کے شاگرد ان سے جو نقل کرتے ہیں اسے روایت کہا جاتا ہے۔

اس وقت قراءت کی بابت ہمارے سلسلہ سند میں "امام عاصم کوفی" قاری ہیں اور انہوں نے جو نقل کیا اسے قراءت کہا جاتا ہے جبکہ امام عاصم سے امام حفص اور امام شعبہ نے جو کہ انکے شاگرد ہیں، انہوں نے جو کچھ اپنے استاد سے نقل کیا اسے روایت کہا جائے گا کیونکہ امام حفص اور امام شعبہ، امام عاصم کے راوی ہیں۔

پھراسی طرح "امام نافع مدنی" قاری ہیں اورانھوں نے جوکچھ نقل کیا اسے قراءت کہا جاتا ہے جبکہ امام نافع سے انکے شاگرد امام ورش اورامام قالون نے جوکچھ نقل کیا اسے روایت کہا جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں حضرات امام نافع کے راوی ہیں۔

☆ قاری کا نقل شدہ بیان = قراءت

☆ راوی کا نقل شدہ بیان = روایت

اسی لیے ہمارے ہاں قرآن مجید کی جس قراءت کی تلاوت کی جاتی ہے وہ "روایت حفص" کہلاتی ہے کیونکہ اس قراءت کو امام حفص نے نقل کیا ہے اورامام حفص راوی ہیں ناکہ قاری لہٰذا وہ جوکچھ نقل کریں گے اسے روایت کہا جائے گا۔

دیکھیے علم قراءات کی روشنی میں روایت حفص کو ''قراءت حفص'' نہیں کہا جاسکتا۔۔۔کیونکہ قراءت کی نسبت ان کے استاد امام عاصم کی طرف کی جائے گی جوکہ قاری ہیں۔لہٰذا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ امام حفص راوی ہیں اس لیے ان سے نقل شدہ قراءت کو روایت کہا جائے گا۔

قارئین کرام! قراءت اورروایت کے اس فرق کو جان لینے کے بعد اب آپ ذرا غامدی صاحب کے قراءت کی بابت اس بنیادی اوراصطلاحی علم سے واقفیت کی حالت ملاحظہ فرمائیں۔

غامدی صاحب اپنی کتاب میزان کے صفحہ 29 پر لکھتے ہیں۔۔۔

"چنانچہ صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کا قولی تواتر صرف اسی قراءت کو حاصل ہے۔ہمارے علماء اسے "قراءت حفص" کہتے ہیں۔" **(ملاحظہ فرمائیں میزان طبع پنجم دسمبر 2009ء صفحہ 29)**

اصول ومبادی

فیه ، و کان زید قد شهد العرضة الاخیرة، و کان یقرئ الناس بها حتی مات.

زید بن ثابت[19] بھی موجود تھے۔دنیا سے رخصت ہونے تک وہ لوگوں کو اِسی کے مطابق قرآن پڑھاتے تھے۔''

(البرہان، الزرکشی ۱/۳۳۱)

چنانچہ صحابۂ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کا قولی تواتر صرف اِسی قراءت کو حاصل ہے۔ ہمارے علما اِسے ''قراءت حفص'' کہتے ہیں، دراں حالیکہ یہ ''قراءت عامہ'' ہے اور سلف، جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، اِس کا تعارف بالعموم اِسی مفہوم کے الفاظ سے کراتے تھے۔ابن سیرین کی روایت ہے:

القراءة التی عرضت علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی العام الذی قبض فیه هی القراءة التی یقرؤها الناس الیوم.

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کے سال جس قراءت پر قرآن سنایا گیا، یہ وہی قراءت ہے جس کے مطابق لوگ اِس وقت بھی قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔''

(الاتقان، السیوطی ۱/۱۸۴)

قرآن مجید پر اگر اُس کے نظم کی روشنی میں تدبر کیا جائے تو اُس کے داخلی شواہد بھی پوری قطعیت کے ساتھ یہی فیصلہ سناتے ہیں۔ مدرسۂ فراہی کے اکابر اہل علم نے جو کام اِس زمانے میں قرآن پر کیا ہے، اِس سے یہ بات بالکل مبرہن ہو جاتی ہے کہ قرآن کا متن اِس کے علاوہ کسی دوسری قراءت کو قبول ہی نہیں کرتا۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی کی تفسیر ''تدبر قرآن'' میں کوئی شخص اگر چاہے تو اِس کی مثالیں جگہ جگہ دیکھ سکتا ہے۔ وہ خود لکھتے ہیں:

''قراءتوں کا اختلاف بھی اِس تفسیر میں دور کر دیا گیا ہے۔ معروف اور متواتر قراءت وہی ہے جس پر یہ مصحف ضبط ہوا ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اِس قراءت میں قرآن کی ہر آیت اور ہر لفظ کی تاویل لغت عرب، نظم کلام اور شواہد قرآن کی روشنی میں اِس طرح ہو جاتی ہے کہ اِس میں کسی شک کا احتمال باقی نہیں رہ جاتا۔ چنانچہ میں نے ہر آیت کی تاویل اسی قراءت کی بنیاد پر کی ہے اور میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ اِس کے سوا کسی دوسری قراءت پر قرآن کی تفسیر کرنا اِس کی بلاغت، معنویت اور حکمت کو مجروح کیے بغیر ممکن نہیں۔'' (تدبر قرآن ۸/۸)

یہاں ہو سکتا ہے کہ 'سبعة احرف' کی روایت بھی بعض لوگوں کے لیے الجھن کا باعث بنے۔ موطا میں یہ روایت اِس طرح بیان ہوئی ہے:

عن عبد الرحمن بن عبد القاری أنه قال : سمعت عمر بن الخطاب یقول : سمعت هشام بن حکیم بن حزام یقرأ سورة الفرقان

''عبد الرحمٰن بن عبد القاری کی روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے میرے سامنے فرمایا کہ ہشام بن حکیم بن حزام کو میں نے سورۂ فرقان اُس سے مختلف طریقے سے پڑھتے

[19] اِن کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ بھی، یقیناً اِس موقع پر موجود رہے ہوں گے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس کی ایک روایت میں یہی بات حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہو: المعجم الکبیر، الطبرانی، رقم ۱۲۶۰۲۔

میزان ۲۹

جاوید احمد غامدی

مِیزان

المورد

ادارۂ علم و تحقیق

ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں پر غامدی صاحب "روایت حفص" کو "قراءت حفص" کہہ رہے ہیں۔۔۔۔اور پھر مزید یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ "ہمارے علماء اسے قراءت حفص کہتے ہیں۔"

☆ جناب غامدی صاحب ہمارے علماء کرام اسے قراءت حفص نہیں کہتے یہ صرف آپ ہی کہہ رہے ہیں اور اسے علماء کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

☆ کوئی بھی سند یافتہ عالم دین کبھی بھی غامدی صاحب کی طرح روایت حفص کو قراءت حفص نہیں کہتا یہ صرف موصوف کی ہی علمی جہالت ہے۔

☆ جس شخص کو قراءت اور روایت کا بنیادی فرق ہی نہیں معلوم ہے تو اسکی باقی فکر کی علمی حالت کیا ہوگی؟

☆ غامدی صاحب کی ابتدائی اور بنیادی علوم سے ناواقفیت سے صرف وہ سادہ لوگ ہی متاثر ہو سکتے ہیں جو خود بھی ان علوم سے ناواقف ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆